السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

موجودہ دور میں بہت سے مسلمان یہاں تک کہ بعض اہل علم بھی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے میں سستی برتتے ہیں اور دلیل میں یہ کہتے ہیں کہ بعض علماء جماعت کے وجوب کے قائل نہیں سوال یہ ہے کہ نماز باجماعت کا حکم کیا ہے؟ اور ایسے لوگوں کے لیے آپ کیا نصیحت فرماتے ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اہل علم کے صحیح ترین قول کے مطابق مسجد میں مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنا ہر اس مرد پر واجب ہے جو اذان سنتا اور جماعت میں حاضر ہونے کی قدرت رکھتا ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

''جو شخص اذان سن کر بلا کسی عذر کے مسجد نہ آئے تو اس کی نماز نہیں۔''

اس حدیث کو امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث میں مذکور ''عذر'' کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: خوف یا مرض۔

صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے مسجد لے جانے والا کوئی نہیں تو کیا میرے لیے اجازت ہے کہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھ لیا کروں؟ آپ نے پوچھا: کیا تم اذان سنتے ہو؟ کہا: ہاں آپ نے فرمایا: پھر تو مسجد میں آکر نماز پڑھو۔''

اور صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے ایک دوسری روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں نے ارادہ کیا کہ حکم دوں اور نماز قائم کی جائے اور کسی شخص کو مقرر کردوں جو لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں کچھ لوگوں کو لے کر جن کے ساتھ لکڑیوں کے گٹھے ہوں۔ ان لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے ساتھ ہی ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔''

یہ ساری حدیثیں نیز اس مفہوم کی دیگر احادیث اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ نماز باجماعت مردوں کے حق میں واجب ہے اور جماعت سے پیچھے رہنے والا عبرتناک سزا کا مستحق ہے اگر مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا واجب نہ ہوتا تو جماعت سے پیچھے رہنا والا سزا کا مستحق نہ ہوتا۔

نیز مسجد میں باجماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا اس لیے واجب ہے کہ یہ دین اسلام کا ایک عظیم ظاہری شعار ہے اور مسلمانوں کے لیے باہمی تعارف الفت ومحبت کے حصول اور بغض وعداوت کے خاتمہ کا سبب ہے اور اس لیے بھی کہ جماعت سے پیچھے رہنا منافقوں کی مشابہت ہے پس ہر شخص پر جماعت کی پابندی واجب ہے اور اس سلسلہ میں کسی کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ جو قول شرعی دلائل کے خلاف ہو وہ متروک اور ناقابل اعتماد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ إِن كُنتُمۡ تُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلًا ٥٩ ... سورة النساء

''پس اگر تم کسی معاملہ میں باہم اختلاف کر بیٹھو تو اسے اللہ اور رسول کے حوالہ کردو۔ اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی بہتر اور انجام کے لحاظ سے اچھا ہے۔''

اور فرمایا:

وَمَا ٱخۡتَلَفۡتُمۡ فِيهِ مِن شَيۡءٖ فَحُكۡمُهُۥٓ إِلَى ٱللَّهِۚ ١٠ ... سورة الشورىٰ

''اور جس بات میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ کے حوالے ہے۔''

نیز صحیح مسلم میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یاد ہے کہ منافق یا بیمار کے علاوہ ہم میں سے کوئی شخص باجماعت نماز سے پیچھے نہیں رہتا تھا۔ یہاں تک کہ معذور شخص بھی دو آدمیوں کے

کندھوں کے سہارے لایا جاتا اور صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

یہ تھا صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کا جماعت کی نماز کے لیے شوق و اہتمام کہ ان میں سے بیمار اور معذور شخص بھی جماعت سے پیچھے رہنا گوارا نہیں کرتا تھا بلکہ دو آدمیوں کے کندھوں کے سہارے لایا جاتا اور صف میں کھڑا کر دیا جاتا۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

ارکانِ اسلام سے متعلق اہم فتاویٰ

صفحہ: 111

محدث فتویٰ